تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
نیکی اور تقویٰ میں مدد کرو گناہ اور ظلم میں مدد نہ کرو۔

ہدایتُ التقویٰ

تالیف

حضرت مرشدنا و مولانا علامۃ العصر اسعد العلماء ابوسعید سید محمود صاحب مدظلہ العالی
معتمد مجلس علمائے مہدویہ ہند

باہتمام انجمن مہدویہ کاچی گوڑہ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان

نیکی اور تقویٰ میں مدد کرو گناہ اور ظلم میں مدد نہ کرو۔

ہدایت التقویٰ

تالیف

حضرت مرشدنا و مولانا علامۃ العصر، اسعد العلماء ابو سعید سید محمود صاحب مدظلہ العالی

معتمد مجلس علمائے مہدویہ ہند

و داعی اجماع فقرائے مہدویہ

باہتمام:- انجمن مہدویہ کاچی گوڑہ

شوال ۱۳۸۴ھ فبروری ۱۹۶۵ء

بحمدہٖ سبحانہٗ

پیش لفظ

اس صدی کا، علمی و مذہبی دنیا کا، سب سے بڑا عجوبہ (بلکہ سانحہ) یہ ہے کہ جب کسی سائل نے، کسی شخص کو عالم دین متین سمجھ کر ایک دینی مسئلہ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں رہنمائی چاہی تو اس عالم دین نے گالیاں بکنی شروع کیں۔ بلا کسی دلیل و حجت کے سائل اور سوال کو غیر ثقہ ٹھیرالیا۔ اور جس عظیم الشان ہستی کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، اس کی جناب میں دریدہ دہنی اختیار کی اور اس کے متبعین کو کتے اور گیدڑ کی تشبیہات سے نوازا۔ یہ واقعہ ہر سنجیدہ اور متین شخص کے لیئے تاسف انگیز اور حیرت خیز ہے۔

اس اجمال کی تفصیل، ناظرین مقالہ ذیل سے خود معلوم کر لیں گے کہ جب کسی سائل نے ماہنامہ "تجلی" دیوبند (ماہ نومبر ۱۹۶۴ء) میں ایک مذہبی سوال دریافت کیا تو رسالہ مذکور کے ایڈیٹر نے سنجیدگی سے جواب دینے کی بجائے تمسخر اور دشنام دہی کا راستہ اختیار کیا۔ یہ طریقہ کسی عالم دین کے ہرگز شایانِ شان نہیں۔ بنا بریں گروہ مہدویہ میں اپنے مقتدا و امام حضرت خاتم الولایت محمدیہ سید محمدؑ مہدی موعود علیہ السلام کی شان میں ایسی گستاخی دیکھکر بے چینی اور اشتعال کے جذبات بھڑک گیئے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر جوابات اور احتجاج روانہ کئے گئے تاکہ ایڈیٹر مذکور اپنی غلطی پر متنبہ ہوجائیں۔ اور اپنے ناشائستہ عمل پر اظہار افسوس کریں۔ لیکن جراءت اخلاقی سے کام لینے کی بجائے تاویل اور مغالطہ دہی کا راستہ اختیار کیا گیا۔ اسی لیئے ضرورت اس بات کی داعی ہوئی کہ ایسی مغالطہ دہی کا پردہ چاک کیا جائے اور ہر انصاف پسند پر واضح کردیا جائے کہ اصلیت کیا ہے؟

چنانچہ حضرت مرشدنا و مولانا علامۃ العصر اسعد العلماء ابوسعید سید محمود صاحب مدظلہ العالی

معتمد مجلس علمائے مہدویہ ہند نے مقالہ ذیل تحریر فرما کر بڑا احسان کیا ہے۔ اور اب ہر انصاف پسند کو یہ موقعہ حاصل ہوا ہے کہ وہ رسالہ تجلی کے ایڈیٹر کی ناشائستہ اور مغالطہ انگیز تحریروں کو سمجھ سکے۔ اور ان کے مدلل جوابات معلوم کر سکے۔ حضرت مدظلہ نے قرآن و حدیث اور اکابر علمائے اہل سنت کے حوالوں و نیز قومی مستند روایات کے ذریعہ جو دلائل تحریر فرمائے ہیں، وہ ہر حق پسند کے لئے ازدیاد معلومات کا موجب بھی ہوں گے۔ اس موقعہ پر ہمیں حضرت موصوف کا نہایت شکر گذار ہونا چاہیے کہ اپنی گوناگوں مصروفیات اور ناسازیٔ مزاج کے باوجود اعلائے کلمۃ الحق کے لئے آپ نے بہرحال وقت نکال ہی لیا۔ اور استفادہ کا موقعہ فراہم کیا۔ انجمن مہدویہ کاچی گوڑہ اس مقالہ کو نہایت مسرت سے ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہی ہے۔ فقط۔

سید افتخار اعجاز بی اے

صدر انجمن مہدویہ کاچی گوڑہ حیدرآباد اے پی

جناب ابو العطاء سید اسد اللہ غالب صاحب عطاؔ تشریف اللّٰہی۔
ابن حضرت مولف ۔ مد ظلہ

نذرِ عقیدت

بحضور حضرت امام الکائنات سیدنا سید محمد مہدی[1] موعود خاتم ولایت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوں بیمارِ غمِ ہستی تڑپتا ہوں سدا مہدی ؛ مریضِ غم کو ہو جائے کسی صورت شفا مہدیؑ
حدیثِ مصطفیٰؐ پوری ہوئی بس ذات پر تیری ؛ تھی تیری ذات لا یخطی محمدؐ مجتبیٰ مہدیؑ
قسم صدیق کے خوں کی، ہے شاہد ذاتِ یزداں بھی ؛ مرے اسلاف کی سنت ہے ہو جانا فدا مہدیؑ
بصیرت[2] پر بلایا جو بصارت ہو گئی کامل ؛ تری صحبت کے فیضاں سے نظر آیا خدا مہدیؑ
کسی نے پوچھا توریت اور زبور انجیل و فرقاں کیا؟ ؛ جواب اک لا الٰہ اور الا اللہ تھا مہدیؑ
ہوئی کافور تیری اک نظر سے مستئ دنیا ؛ جو مردہ تھے وہ جی اٹھے ملی ان کو بقا مہدیؑ
کیا احسان انساں پر جو دی تعلیم احساں کی ؛ ہے بس میں کیا سوا اسکے کہیں صلِّ علیٰ مہدیؑ
جن آنکھوں نے تجھے دیکھا، گواہ ہوں گی قیامت میں ؛ محمدؐ تھا سراپا اور سراپا نور تھا مہدیؑ
شجر نے اور حجر نے دی گواہی حق کے آنے کی ؛ زمین و آسماں شاہد ہیں فِدَاکَ جاءَ مصطفیٰؐ مہدیؑ
امینِ مصطفیٰؐ جو تھے امین مقتدا بھی تھے ؛ تھے جبرئیل[3] امیں یاں بھی مگر دعویٰ نہ تھا مہدیؑ

عطاؔ کو ہو عطا توفیق آقا "مرد[4]" بننے کی
جو ٹھکرا دے دو عالم کو وہ ہمت ہو عطا مہدی

---

[1] ۔ حدیث شریف: المہدی منی یقفو اثری ولا یخطی (مہدی مجھ سے ہے میرے نشانِ قدم پر چلیگا خطا نہ کریگا۔)

[2] ۔ دیدارِ الٰہی (قال اللہ تعالیٰ: قل ہٰذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی الخ

[3] ۔ فرمانِ امام علیہ السلام "ایں جا ہم جبرئیل است اما دعوے جبرئیل نیست" (یہاں بھی جبرئیل ہیں لیکن دعوئ جبرئیل نہیں ہے) [4] ۔ فرمانِ امام علیہ السلام "طالبِ مولیٰ مذکر است"۔

۴۸۶
———
۴۹۲

مُسَلِّماً مُحَمَّدٌ اَتیٰ مُصَلِّیاً

ماہ نومبر ۱۹۶۴ء کے ماہنامہ "تجلی" دیوبند۔ سہارنپور۔ یو۔پی شمارہ ۱۰ جلد ۱۶ صفحہ ۳۰ پر ایڈیٹر عامر عثمانی نے ایک سائل کے جواب میں "جونپوری مہدی" کے عنوان کے ذیل میں آداب اقتائے اسلام کے خلاف محض نفسانی جذبات بلکہ عصبیت جاہلیہ کے تحت نہایت ناشائستہ اور معیارِ اخلاق سے انتہا درجہ گرا ہوا جواب شائع کیا۔ چونکہ قوم مہدویہ کے عظیم المرتبت، داعی الی اللہ پیشوا اور امام کی شانِ مبارک میں ہزل گوئی اور دریدہ دہنی کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ اس لیئے ہر مقام کے مہدویوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچنا اور ان کے قلوب کا مجروح ہونا فطری و مذہبی لازمہ تھا۔ چنانچہ ماہ جنوری ۱۹۶۵ء کے "تجلی" شمارہ ۱۲ کے ابتدائی صفحات میں "آغاز سخن" کے ذیل میں مہدویوں کے خطوط و مضامین اور کتابچوں کے انبار جمع ہوجانے کا خود ایڈیٹر نے اعلان کیا ہے۔ اور اعتراف کیا ہے کہ :-

"مسرت اس پر ہوئی کہ یہ فرقہ مردہ اور بے حس نہیں ہے۔ یہ زندگی اور بیداری ہی کی تو علامت ہے کہ اپنے پیشوا کے بارے میں توہین کا احساس ہوا تو ٹھنڈی آہیں بھر کر نہیں بیٹھ رہے۔ بلکہ جلسے کیئے، قرار دادیں منظور کیں اور چھپوائیں۔ وزیر داخلہ کو تار دیئے اور مدیر "تجلی" پر مسلسل خطوط کی بارش ماری۔ غالباً رجسٹرڈ ملفوف کی تعداد بھی پچاس سے کم نہ ہوگی۔ غیر رجسٹرڈ کی تو گنتی ہی نہیں۔"

اس میں شک نہیں کہ لکھنے والوں نے اپنے انداز میں جذبات عقیدت کا اور اپنی معلومات کے تحت خیالات کا اظہار کیا ہوگا جو ان کا مذہبی و ایمانی حق ہے لیکن اس سے

ایڈیٹر "تجلی" کو دو باتیں سمجھنے کا ضرور موقع ملا ہے۔ ایک تو قوم مہدویہ کی اس زمانہ میں بھی حیات وبیداری اور جوش ایمان کا کیا عالم ہے۔ دوسری بات یہ کہ حضرت امامنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی شان عظمت وعلوم رتبت کی منزلت کیا ہے!!! چنانچہ خود ایڈیٹر نے صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ:۔

"اگر ہمیں ذرا بھی احساس ہو جاتا کہ تذکرہ پانچ صدی قبل کے اس معروف بزرگ
" کا ہے جس کی عزیمت، جذبۂ جہاد، خدا پرستی، حق کوشی اور صالحیت تاریخ کی ایک "
" جانی پہچانی صداقت ہے تو یقینی بات تھی کہ ہمارے جواب کا انداز کچھ اور ہی ہوتا۔ "
.... واقعتہ انہوں نے ایسا دعویٰ کیا بھی تھا اور آخر دم تک اس دعوے "
" پر قائم رہے تو پھر ہمارا تبصرہ یہ ہوگا کہ اس دعویٰ کی بنیاد یا تو اس حالت جذب "
" وسکر پر رہی ہوگی جو بعض مغلوب الحال اہل اللہ کی خصوصیت رہی ہے۔ یا پھر "
" ایک اجتہادی غلطی تھی جسے غلطی تو ضرور کہیں گے، مگر گمراہی اور بے دینی نہ کہہ "
" سکیں گے۔ کیونکہ جو احوال شیخ موصوف کے تاریخ نے ہم تک پہنچائے ہیں وہ بلاشبہ "
" ایسے ہیں کہ موصوف کی ذات والا صفات حسن ظن، اور حسن تاویل کی مستحق قرار "
" پاتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص کی ساری زندگی تو صاف طور پر حق پرستی "
" اور تقویٰ کے محور پر گردش کر رہی ہو، مگر جب اس سے از راہ بشریت کوئی اجتہادی "
غلطی ہو جائے تو ہم اُسے نفسانیت اور ذہنی گمراہی سے جوڑ دیں "

نیز لکھا ہے:۔

"حضرت موصوف کو بزرگ مانو، ولی اور قطب مانو، اللہ کا برگزیدہ بندہ قرار دو، سب روا ہم تمہارے ہمنوا ہیں"

نیز لکھا ہے:۔

"ہم تو سید محمد جونپوری رح کو صاحب زہد و ورع بھی تصور کرتے ہیں"

نیز لکھا ہے:۔

پانچ سو سال قبل والے سید محمد رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی وصالحیت پر تو ہم بھی تہہ دل سے یقین رکھتے ہیں"

نیز لکھا ہے:۔

"سید محمد جونپوریؒ تنہا ان کے بزرگ کیونکر ہیں وہ تو ہمارے بھی بزرگ ہیں"

ان حوالوں کو پیش کرنے سے ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو مہدوی ثابت کیا جائے۔ اسی طرح جن مہدویوں نے ابوالکلام آزاد وغیرہ غیر مہدویوں کے جو حوالے پیش کئے ان کا مقصد بھی اُن علماء کو مہدوی قرار دینا نہیں تھا بلکہ موافق حوالے پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ۔

والفضل ما شہدت بہ الاعداءؔ ؛ فضیلت تو وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں

غرض ان اقتباسات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مہدویوں کی زندگی و بیداری کو اور مہدویوں کے امام حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے بزرگ۔ ولی۔ قطب وغیرہ۔ سب کچھ ہونے کو ایڈیٹر نے مان لیا ہے۔ اگر ایڈیٹر موصوف کے سونچے سمجھے یا بے سونچے سمجھے حملے کی مدافعت میں مہدوی سرگرمی سے حصہ نہ لیتے تو اس حد تک بھی سمجھ سے کام لینے کی نوبت نہ آتی۔

اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ایڈیٹر "تجلی" نے اللہ تعالیٰ سے معافی بھی چاہی ہے، اور پھر اپنے قول پر اصرار بھی کیا ہے۔

چنانچہ لکھا ہے۔

"مہدوی حضرات کو ہمارے جو الفاظ سب سے زیادہ کھلے ہیں وہ یہ ہیں"

"ایسا ہر شخص جو یہ دعویٰ لے کر اٹھے کہ مجھے مانو ورنہ کافر ہو جاؤ گے ایسے کتے کی"

"مانند ہے جو ریل گاڑی کو دیکھ کر بھونکتا ہے" ان الفاظ میں جو عقیدہ و خیال"

"بیان کیا گیا وہ تو کل بھی درست تھا اور آج بھی درست ہے۔ لیکن خود الفاظ"

"اتنے کھردرے اور نکیلے ہیں کہ مہدوی مکتبۂ فکر کو گراں گذرنے ہی چاہئیں۔ بلکہ"

"ہمیں بھی اس وقت سے گراں گذر رہے ہیں جب سے معلوم ہوا کہ موضوع"

"گفتگو کا سرا کسی پاکباز ہستی سے ملا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے"

"وہ خوب جانتا ہے کہ کس نے کب کیا بات کس نیت سے کہی یا لکھی۔" "

اس متضاد بیان سے ظاہر ہے کہ ایڈیٹر "تجلی" کو جذبہ عار نے افسوس کہ اس مقام اعتراف پر بھی قائم نہ رہنے دیا اور متضاد خیالات اور متخالف بیانات کے بھنور میں بری طرح گھما دیا ہے۔ اگر ایڈیٹر "تجلی" یہ اعتقاد نہیں رکھنا چاہتے ہیں کہ حضرت سید محمد جونپوری، مامور من اللہ اور مہدیٔ موعود ہیں۔ تو ان کو اختیار ہے یہ تو اُن کے مقدر کی بات ہے۔ سائل کے

سوال میں بھی نہ تو اس کی مہدویت ظاہر ہے اور نہ ایڈیٹر "تجلی" کو مذہب مہدویہ قبول کر لینے کی دعوت ہی مضمر ہے۔ اس کے باوجود مشتعل ہو جانے کی ضرورت کیا تھی؟

پس جیسا کہ انبیاء علیہم السلام نے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی کو مجبور نہیں کیا تھا۔ حکم خدا تعالیٰ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ (تیری طرف جو نازل کیا گیا اس کی تبلیغ کر) کے اتباع میں فرض تبلیغ انجام دیا۔ کسی کو مجبور نہیں فرمایا۔ کیونکہ اسی آیۂ شریفہ کے آخر میں صاف فرمان ہے کہ ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین (بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا) اسی طرح حضرت امامنا علیہ السلام نے حسب فرمان خدا تعالیٰ دعوئے مہدیت فرمایا ہے۔ احکام و تعلیمات، اخلاق و عادات میں اتباع کتاب اللہ و اتباع رسول اللہ کو ثبوت میں پیش فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کے دعوئ مہدیت کی صداقت کے ثبوت میں بطور تائید غیبی و بطور تائید دلیل معجزات بھی ظاہر فرمائے جس میں علایم ارہاصیہ بھی شامل ہیں جو آپ کی پیدائش کے قبل سے دعوئے مہدیت تک ظاہر ہوتے رہے۔ !!!

آپ نے بھی صاف طور پر فرمایا ہے کہ :-

بر ما تبلیغ فرض است، حجت دہد یا نہ دہد کار خداوند است	ہم پر تبلیغ فرض ہے۔ حجت دینا یا نہ دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

کس قدر قابل تعجب اور قابل افسوس بات ہے کہ ایڈیٹر "تجلی" نے اپنے اعتقاد انکار کو جن الفاظ و تشبیہات میں بیان کیا۔ اس پر ان کو اصرار بھی ہے۔ حالانکہ کسی کو کتے یا گیدڑ کی مانند سمجھنا بھی کیا کوئی اسلامی عقیدہ ہو سکتا ہے؟ لہذا عاریا ضد سے ایڈیٹر موصوف کا یہ کہنا کہ ان کا یہ عقیدہ کل بھی صحیح تھا آج بھی صحیح ہے۔ بالکل غلط اور احکام خدا و رسول کے صریح خلاف ہے۔ اور چونکہ وہ الفاظ سائل کے جواب میں لکھے گئے ہیں اس لئے آداب افتاء اسلام کے بھی صریح خلاف ہیں۔ یقیناً نہ صرف علماء احناف بلکہ تمام علماء اسلام اس کو غلط اور قابل ملامت قرار دیں گے۔ چنانچہ ماہنامہ "نور حیات" جلد (۴) شمارہ (۳۲) میں صفحہ ۸ پر علماء و معززین کا بیان جو شائع کیا گیا ہے اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے جو درج ذیل ہے۔

(نقل مطابق اصل)

علماء کرام اور قائدین کا مشترکہ بیان

اس دور میں جب کہ مسلمانوں کے مختلف طبقات میں اتحاد و اتفاق کی شدید ضرورت ہے اور اس کے حصول کے لیئے اعلیٰ پیمانہ پر کوششیں کی جارہی ہیں کسی قسم کی غیر ذمہ دارانہ تحریریں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے سوا کوئی مقصد پورا نہیں کرتیں۔ اتحاد ملی کی خاطر یہ بہتر ہوگا کہ کسی قسم کی دلآزاری سے گریز کیا جائے۔ ماہ نامہ "تجلی" دیوبند کے شمارہ نومبر ۱۹۶۴ء کے صفحات ۳۸ اور ۳۹ پر" تجلی کی ڈاک" کے زیر عنوان ایک حیدرآبادی سائل کا سوال اور جناب عامر عثمانی مدیر تجلی ماہنامہ کا جواب ہماری نظر سے گذرا۔ سائل نے ایک خالص دینی مسئلہ پر اپنی معلومات میں اضافہ اور اپنے شکوک کو دور کرنیکی خاطر ایک ذمہ دار مدیر سے وضاحت چاہی تھی۔

سوال کا تقاضہ تو یہ تھا کہ دین و شریعت کی حدود میں اس کا جواب دیا جاتا لیکن مدیر تجلی نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اسلامی آداب اور عام انسانی شائستگی کو بری طرح نظر انداز کر دیا ہے اور مسلمانوں کے ایک طبقہ کے پیشوا پر نازیبا انداز سے اظہار خیال کیا ہے۔ یہ طرز بیان عالمانہ تو کیا عامیانہ سے بھی کچھ نچلے درجہ کا ہے اور کوئی تعجب نہیں کہ اس سے فرقہ مہدویہ کی دلآزاری ہوئی ہو۔ ہم اس طرز تحریر کو بدبختانہ سمجھتے ہیں۔ اور مدیر تجلی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوراً اس سے پیدا کئے ہوئے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کریں۔

شرح دستخط

۱۔ سید خلیل اللہ حسینی (صدر کل ہند مجلس تعمیر ملت)

۲۔ طاہر علیخان (نائب صدر شعبہ کانفرنس و داعی مسلم کنونشن شاخ حیدرآباد)

۳۔ سید شمین احمد شطاری (معتمد مجلس علماء دکن)
۴۔ شاہ قطب الدین حسینی صابری (رکن مجلس علماء دکن)
۵۔ عالم خوندمیری (پروفیسر جامعہ عثمانیہ)
۶۔ محمد قادر خان (صدر مرکزی انجمن مہدویہ)
۷۔ معین الدین شیخ امام (صدر ادارۂ حیات و ممات)

اڈیٹر تجلی نے لکھا تھا کہ "کسی عقل والے سے پوچھ دیکھو"، ملاحظہ ہو کہ صاحبان عقل بلکہ صاحبان علم کا بیان کیا ہے۔ !!!

عجیب لطیفہ ہے کہ اڈیٹر "تجلی" نے اپنے کردار کا سارا بار بیچارے سائل پر ناحق عائد کر دیا ہے کہ۔

"سوال چونکہ متانت اور علمی ثقاہت سے خالی تھا اس لیئے جواب بھی"
"ہمارے قلم سے ایسا ہی نکلا جیسے محاورۃً چلتا ہوا کہہ سکتے ہیں۔"

ملاحظہ ہو کہ خود اڈیٹر نے تسلیم کر لیا ہے کہ ان کا جواب بھی "ویسا ہی" یعنی متانت اور علمی ثقاہت سے خالی ہے۔ حالانکہ سوال، ایک شرعی استفتاء کی حیثیت رکھتا ہے ہم یہاں سوال بھی درج کر دیتے ہیں تاکہ اڈیٹر "تجلی" کا صریح ظلم صاف نظر آجائے۔ اور علماء دکن کے مشترکہ بیان مذکور الصدر کی واجبیت کا ثبوت ہو جائے۔ سائل نے یہ سوال کیا تھا کہ۔

"میں جس مقام پر رہتا ہوں، مہدوی مکتبۂ فکر یعنی مہدوی برادری کے لوگ"
"رہتے ہیں جو سید محمد جونپوری کو مہدی موعود علیہ السلام آخرالزماں مانتے ہیں"
"ان کا اعتقاد ہے کہ ان کو مہدی آخرالزماں نہ ماننے والا کافر ہے۔ اس"
"کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ نماز ہوتی ہی نہیں۔ اور اُن کی صداقت کو بتلاتے ہوئے"
"حدیث پیش کرتے ہیں جن میں سے کچھ درج ہیں۔"

(یہاں تین حدیثیں درج کرنے کے بعد سائل لکھتا ہے کہ) جواب۔۔
"دلائل اور کتاب و سنت سے دیکر راہِ حق کی رہنمائی کریں"

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ سائل نے تو ایک فرقہ کے عقائد پیش کر کے دلائل اور کتاب و سنت کی روشنی میں جواب اور راہِ حق کی رہنمائی کی درخواست کی تھی۔

اس میں سائل کی علمی ثقاہت یا متانت کی کیا خلاف ورزی پائی جارہی ہے ؟ !!

ولو بالفرض سائل کا سوال متانت اور علمی ثقاہت سے خالی تھا تو کیا اس کا جواب بھی علمی ثقاہت اور متانت سے خالی ہونا ضروری تھا ؟ کیا ایک عالم دین کی یہی شان ہوتی ہے ؟ بہرحال ایڈیٹر " تجلی " نے سائل کی پناہ لے کر اپنے جواب کا متانت اور علمی ثقاہت سے خالی ہونا تسلیم کر لیا ہے جو ان کی اصطلاح میں " چلتا ہوا " ہے۔ نیز یہ تسلیم کر لینا بھی ثابت ہو گیا کہ ان کا جواب ، کتاب وسنت کے تحت نہیں لکھا گیا ہے۔

نیز ایڈیٹر " تجلی " نے تسلیم کیا ہے کہ :۔

" بعض الفاظ ذرا ترش اور خار دار آ گئے "

نیز تسلیم کیا ہے کہ :۔

" لیکن خود الفاظ اتنے کھردرے اور نکیلے ضرور ہیں کہ مہدوی مکتبۂ فکر "
" کو گراں گذرنے ہی چاہئیں بلکہ خود ہمیں بھی اس وقت سے گراں گذر "
" رہے ہیں۔ جب سے معلوم ہوا ہے کہ موضوع گفتگو کا سرا کسی "
" پاکباز ہستی سے ملا ہوا ہے۔ "

" ان تمام اعترافات اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنے کے باوجود ایڈیٹر " تجلی " نے محض عار اور ضد سے یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

" معافی کیسی ؟ الفاظ کی واپسی چہ معنی دارد "

" تجلی " کے پڑھنے والے حیران ہونگے کہ ایڈیٹر کی آخر کس بات کا بھروسہ کیا جائے۔ افسوس کہ اس طرح مبتلائے اضطراب ہونے کے بجائے صرف اعتراف پر اکتفا کیا جاتا تو علمی ثقاہت کے دعویٰ کی کچھ تولاج رہتی۔ اور انصاف پسندی کا موجب بھی ہوتا !!!

نیز یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ سائل نے حال کے کسی مدعئ مہدیت کے بارے میں سوال کیا ہے ، جس نے جونپور میں دعویٰ کیا ہے۔ اس کو خود ہی " دلچسپ غلط فہمی " بھی کہتے ہیں اور خدا کا نام درمیان لاتے ہیں کہ :۔

" خدا جانے کیوں یہ گمان کر لیا کہ حال ہی میں کسی مسخرے نے جونپور میں "
" دعویٰ مہدیت فرمایا ہے "

ملاحظہ ہو کس قدر متسخرانہ انداز ہے۔ کیا عالم دین اسلام کی یہی شان ہوتی ہے ؟

سائل نے تو کتاب و سُنت کے تحت رہنمائی کی درخواست کی تھی۔ لیکن ایڈیٹر "تجلی" نے اتنی تحقیق کی زحمت بھی نہیں کی کہ کس جماعت کے پیشوا کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ ولو بالفرض حال ہی کا کوئی مدعیٔ مہدویت ہوتا تو کیا ایڈیٹر کا یہ فرض نہیں تھا کہ تحقیق دعویٰ اور احوال مدعیٔ مہدویت کے بعد جواب لکھتے؟ کیا عجب کہ عدالت کے مواخذہ سے بچنے کے لئے یہ حیلہ تراشا گیا ہو (کیونکہ ایڈیٹر نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض مہدویوں نے خطوط میں اُن سے کیے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کرنے کی دھمکی بھی دی ہے) لیکن اس حیلہ تراشی کے بعد بھی کا انتظار چہ معنی دارد؟

اپنے اس کردار کے باوجود، ایڈیٹر "تجلی" نے دوسروں پر الزامات و خطابات کی جو بھرمار کی ہے ملاحظہ ہو:۔

"بالعموم اُن کا طرزِ گفتگو اپنے معنوی مضمرات اور نہج استدلال سمیت اس سطح کا ہے جو کج فکر اور بد ماغ بدعتیوں کی خصوصیت ہے"

نیز لکھا ہے:۔

سر کے بل نہیں بلکہ پیروں کے بل کھڑے ہو کر غور کرنا چاہیے۔

نیز لکھا ہے۔

"لیکن اس پہلو پر گفتگو ایسے ہی لوگوں سے کی جا سکتی ہے جن کے دماغوں"
"میں گودا بھی ہو جنہیں مبدءِ فیض سے وجدانِ سلیم بھی ملا ہو۔"

نیز چلتی ریل گاڑی کو پکڑ کر لٹکنے والے پہلوان اور پہاڑ کو ٹھوکر مارنے والے بچہ کے مظاہرۂ عمل سے تشبیہ دی ہے۔ جس سے ایڈیٹر "تجلی" کی ذہنیت، فطرت اور کردار کا پتہ چلتا ہے۔ نیز انتہائے ضد و نفسانیت کی وجہ سے سب کچھ جاننے کے باوجود، مزید جو کچھ لکھا گیا ہے ملاحظہ ہو:۔

"اگر ہمیں گمان گذر جاتا کہ سائل نے تذکرہ اسی معظم ہستی کا کیا ہے تو جواب"
"ہم کسی اور ہی انداز میں دیتے۔ لیکن جو جواب بحالتِ موجودہ ہم نے دیا ہے"
"وہ بھی اپنی معنوی صداقت اور اعتقادی حیثیت سے آج بھی ایسا"
"ہی درست ہے جیسے کل تھا۔ آج بھی ہم صاف لفظوں میں ببانگ دہل"
"کہتے ہیں کہ جو شخص بھی خاتم المرسلین کے بعد سے آج تک کسی بھی ہستی"
"کے بارے میں یہ دعویٰ لے کر اٹھتا ہے کہ اسے مامور من اللہ مانو ورنہ"

"کافر قرار پاؤگے۔ یا تو نشے میں ہے۔ یا شیطان گزیدہ یا فاطر العقل ہے"

نیز لکھا ہے۔

"کسی مسلمان کو کافر نہیں بنایا۔ کسی بزرگ کا نام لیکر گالیاں نہیں دیں۔"

اب ناظرین فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ نشہ میں کون ہے۔ شیطان گزیدہ اور فاطر العقل کون ہے؟ سائل نے تو صاف طور پر نام درج کر دیا ہے۔ اور خود ایڈیٹر "تجلی" نے اس سوال و جواب کا عنوان "جونپوری مہدی" لکھا ہے۔ لہذا جواب میں جو کچھ کہا جائے گا، یہی سمجھا جائے گا کہ اسی شخصیت کے بارے میں کہا گیا ہے جس کا اسم گرامی مذکور ہے۔ لیکن اپنی عقل کا یہ عذر لنگ پیش کیا گیا ہے کہ پانچ سو سال قبل کی ہستی ہے۔ معلوم نہ تھا۔ اب معلوم ہونے کے بعد بھی نعوذ باللہ پہلوان اور بچے سے تشبیہ دیکر مہدویوں کے قلوب کو مزید مجروح کرنے کی جو کوشش کی ہے، کس قدر ضد، نفسانیت بلکہ جہالت ہے۔ محتاج تشریح مزید نہیں۔

افسوس کہ جو گندہ تشبیہات استعمال کیں اس کو بار بار صحیح و درست بھی کہہ رہے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ:-

"یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص کی ساری زندگی تو صاف طور پر حق پرستی"
"اور تقویٰ کے محور پر گردش کر رہی ہو مگر جب اس سے از راہ بشریت"
"کوئی اجتہادی غلطی ہو جائے تو اسے نفسانیت اور ذہنی گمراہی سے"
"جوڑ دیں۔"

"بلاشبہ ایسے متضاد و متخالف بیانات کو ایک سنجیدہ و دیانتدار عالم دین ہرگز پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ اسی لئے مجلس علماء مہدویہ ہند اور اجماع فقرائے مہدویہ کے اجلاسوں میں ماہ نومبر ۱۹۶۰ء کا "تجلی" کا شمارہ پیش ہوا تھا۔

ہوا تو ہماری اس رائے سے سب ارکان نے اتفاق کیا تھا کہ علم و دین اور انصاف و دیانت سے ایڈیٹر صاحب کو کوئی سروکار نہیں رہا ہے۔ کیونکہ دوسرے مسائل میں بھی مشہور و معروف علمائے احناف، مولوی عبد الماجد صاحب دریابادی، مولوی امین احسن صاحب اصلاحی اور مولوی سعید احمد صاحب اکبرآبادی وغیرہ پر جس انداز سے ہزل و ہجو اور طنز و تمسخر کیا جاتا ہے۔ اس کے پیش نظر

"ایڈیٹر "تجلی" اصول مناظرہ کے لحاظ سے لائق تخاطب نہیں ہیں۔ ان کا جواب لکھ دینا کم دلی جین ہی کافی ہے۔ اسلئے صرف احتجاجی قراردادوں پر اکتفا کیا گیا تھا جسمیں نفس مسئلہ کی مختصر توضیح بھی کردی گئی تھی، تاکہ بے دریدہ دہنی کو بنظر انصاف محسوس کرکے اعتراف کریں۔ اگر وہ جنوری کے شمارہ میں فراخدلی سے صرف اعتراف ہی کے پہلو پر اکتفا کرتے تو مہدویوں کے قلوب مزید مجروح نہ ہوتے، لیکن افسوس کہ کئی متضاد باتیں لکھدی ہیں اور حضرت امامنا علیہ السلام، آپکے مذہب اور آپ کی قوم پر بے تحقیق، بے بنیاد اور ناحق الزامات عاید کرکے ناواقف ناظرین "تجلی" کو غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیئے اکثر اصحاب الرائے احباب کے اصرار پر ہم نے یہ رسالہ، متلاشیانِ حق کے لیے مرتب کیا ہے۔ تاکہ انہیں "تجلی" کی غلطیوں سے آگاہی ہوجائے اور کیا عجب کہ خود ایڈیٹر تجلی کو بھی اللہ تعالیٰ ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ واللہ یھدی من یشاء الی الصراط المستقیم۔ اپنے مضمون کے آخری حصہ میں ایڈیٹر "تجلی" نے لکھا ہے کہ۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت ہو یا سید محمد صاحب جونپوری کا دعویٰ مہدیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں متاعِ فاسد و کاسد سے زیادہ کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ اس کا فریب جس کا جی چاہے کھائے ہماری بلا سے۔"

ناظرین اس سے قبل ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ یہی ایڈیٹر "تجلی" نے حضرت امامنا علیہ السلام کی شان مبارک میں کیسی کیسی مدح سرائی کی۔ یہاں تک لکھا کہ "نفسانیت اور ذہنی گمراہی سے جوڑ ممکن نہیں"۔ لیکن اب اسم گرامی کس طرح لکھا ہے اور نعوذ باللہ متاع فاسد و کاسد اور فریب وغیرہ سب ہی منسوب کردینے کی جسارت کی ہے۔ درالحالیکہ اس سے قبل انہوں نے یہ بھی لکھا تھا۔

"کسی بزرگ کا نام لیکر گالیاں نہیں دیں"

اِس تضاد کے علاوہ انتہا درجہ ظلم یہ کیا کہ قادیانیوں کے سربراہ سے مماثلت قائم کردی۔ اس میں یہ فاسد نیت اور یہ فریب مضمر ہے کہ اگر جواب میں دونوں دعوؤں کا اور دلائل و بنائے ثبوت کا جو فرق ہے بیان کیا جائے تو قادیانیوں اور مہدویوں میں بحث کا سلسلہ شروع ہوجائے۔

ایڈیٹر "تجلی" کو یاد کرنا چاہیئے کہ قادیانیوں کے سربراہ کے خلاف تو بہت کچھ لکھا،

مگر ان کی مدح میں کبھی ایک لفظ بھی لکھا ہے؟ اس کے برخلاف امامنا علیہ السلام کی شان مبارک میں جو جو مدح سرائی کی ہے پھر ایک بار دیکھ لیں۔ نیز قادیانیوں کے بارے میں یہ تک لکھ دیا کہ "ان کو مسلمان سمجھنا، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا حرام ہے"۔ اس کے برخلاف مہدویوں کی نسبت لکھا ہے کہ "مہدوی حضرات دوسری قوم کب ہیں وہ تو مسلمان ہی ہیں"

خود ایڈیٹر "تجلی" کے قلم سے دونوں فرقوں کا اور ان کے پیشواؤں کا جو فرق نمایاں ہے یہ بھی امامنا علیہ السلام کی صداقت کا ایک اعجاز ہے۔ ایڈیٹر موصوف کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے اسکے علاوہ ان دونوں ناموں یعنی "سید" "محمد" اور "غلام" احمد ہی سے انکا اور انکے دعوؤں کی منزلتوں کا فرق اظہر من الشمس ہے۔

ایڈیٹر "تجلی" کی دانشمندیاں

ان کو قرآن و احادیث کی روشنی میں یہ بتلایا گیا کہ بتوں کو برا بولنے اور دوسروں کو برے ناموں سے پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو اس کے جواب میں ماہ جنوری ۱۹۶۵ء کے شمارہ میں لکھتے ہیں:-

"عجیب تماشا ہے۔ دسیوں خطوں میں بطور فہمایش قرآن کی وہ آیات نقل کی"
"گئی ہیں۔ جن سے سبق ملتا ہے کہ دوسری قوموں کے بزرگوں کو گالیاں مت"
"دو۔ ہم کہتے ہیں کہ مہدوی حضرات دوسری قوم کب ہیں وہ تو مسلمان ہی ہیں۔"

یہاں ایڈیٹر تجلی کی بازی گری ملاحظہ ہو کہ جب خدا اور رسول کی تعلیم اخلاق یہ ہے کہ بتوں کو گالی مت دو، تو مسلمانوں کو، مسلمانوں کے کسی بزرگ کو گالی دینا کیسے روا ہو جائیگا؟!!! جب کہ حدیث شریف ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ (مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں)

ایڈیٹر "تجلی" کی دانشمندی کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ انہوں نے ماہ نومبر ۱۹۶۴ء کے شمارہ میں لکھا تھا:-

"خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی ایسی ہستی پیدا ہونی ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہو۔"

اس کے جواب میں مجلس علماء مہدویہ ہند اور اجماع فقرائے مہدویہ کی منظورہ قرارداد میں بتلایا گیا کہ اس سے احادیث متواتر المعنی کا انکار لازم آتا ہے جو صریح کفر ہے۔ اور اکابر اہل سنت علیہم الرحمۃ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ اس کے جواب میں ایڈیٹر نے لکھا ہے کہ:-

"قیامت سے قبل کسی مہدی کا ظہور ہوگا یہ عقیدہ سبھی مسلمان رکھتے ہیں"

"کیونکہ احادیث میں اس کی اطلاع دی گئی ہے"

ملاحظہ ہو کہ قراردادوں میں یہ کب کہا گیا تھا کہ یہ مسلمانوں کا اعتقاد نہیں ہے۔ بلکہ ایڈیٹر تجلی کی بداعتقادی ظاہر کی گئی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابر متقدمین اہل سنت رحمہم اللہ علیہم کے متفق علیہ اعتقاد کے لحاظ سے کفر ثابت کیا گیا تھا۔ لہذا دیانت اور انصاف کا اقتضا یہ تھا کہ اپنی اس غلطی کا اعتراف کرتے اور اپنا اعتقاد اکابر اہل سنت کے مطابق کر کے اعلان کرتے کہ بعثت مہدی موعود کو ضروریات دین سے مانتا ہوں اور اس کا انکار احادیث شریفہ کا انکار اور کفر تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن انہوں نے محض نفسانیت اور عار کے تحت اعلان حق سے اعراض کر کے عام مسلمانوں کا اعتقاد پیش کر دیا ہے۔ مگر ایڈیٹر "تجلی" نے یہ نہیں بتلایا کہ خود بھی مسلمانوں کے اس اعتقاد پر پھر سے قائم ہوئے ہیں یا نہیں؟ اگر قائم نہیں ہوئے ہیں تو ماہ نومبر ۱۹۶۴ء کے شمارہ میں جو انہوں نے لکھا ہے اس سے علی الاعلان جب تک رجوع و توبہ نہ کریں ان سب مسلمانوں کے پاس ایڈیٹر "تجلی" پر کفر کا اطلاق باقی ہی رہے گا۔

پس ایڈیٹر "تجلی" کو مکرر غور کرنا چاہیئے کہ بقول ان کے کون "چہرے مہرے ..... ذوق و مزاج شائستگی اور سلیقے وغیرہ میں ...... کتنے پسماندہ ہیں"؟!!!۔

ایڈیٹر تجلی نے حوالہ دیئے بغیر "لطیفہ" کا عنوان قرار دے کر کسی ایک کتابچہ سے ایک نمونہ یہ نقل کیا ہے۔

"آپؑ کی پیدائش کے وقت ایک غیبی آواز سنی گئی جو کہہ رہی تھی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا......"

اس کے بعد لکھا ہے۔

"بتایئے جس فرقہ کے عقائد ایسے عجائبات پر استوار ہوں اس سے علم و عقل کے کن زاویوں سے گفتگو کی جائے"

حالانکہ اس سے تو خود ایڈیٹر "تجلی" کے علم و عقل کے مضحکہ خیز زاویوں کی نمائش ہو رہی ہے۔ ہم کو اس پر تفصیلی دلائل و مباحث کی ضرورت نہیں۔ ناظرین کے لئے صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے قبل و بعد کے بہت سے ایسے خوارق عادات یعنی غیبی واقعات ظہور میں آنے کی روایات

موجود ہیں۔ جن کو علمائے اسلام کی اصطلاح میں " علایم ارہاصیہ " کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم۔ عیسائی یا یہودی اُن کو عجائبات سے شمار کرے اور لطیفہ قرار دیکر مضحکہ بنانے کی کوشش کرے تو اس کا جو جواب دیا جائے گا وہی جواب ایڈیٹر تجلی کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

بطور مثال قرآن مجید کی ایک آیہ شریفہ پیش کر دینا کافی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فلما اتٰھا نودی من شاطیء الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یٰموسیٰ انی انا اللہ رب العٰلمین (قصص)

وہ (موسیٰ) جب اس آگ کے پاس پہنچے تو اُن کو میدان کی داہنی جانب سے (جو کہ موسیٰ کی داہنی جانب تھا) اس مبارک مقام میں ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں رب العالمین ہوں۔

کیا اس درخت سے آواز آنے کو بھی نعوذ باللہ عجوبہ و لطیفہ کہا جائے گا؟ جو شخص ارہاصات و معجزات کو عجائبات کہہ رہا ہو، اور عقائد استوار کرنے کے ناقابل قرار دے رہا ہو وہ صاحبِ تقویٰ کیسے قرار پا سکتا ہے؟ اور ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب میں اس کا شمار کیسے کیا جا سکتا ہے؟ کس منہ سے اپنے کو عالم دین اسلام کہلا سکتا ہے، ہمارا ہمدردانہ مشورہ ہے کہ ایڈیٹر " تجلی " پہلے کسی مستند و صاحبِ تفقہ حنفی عالم سے اپنے علم و عقل کے زاویوں کی تصحیح کروالیں۔ اور یہ یاد رکھیں کہ زاویے چاہے کسی درجہ کے ہوں خطوط مستقیم ہی سے بن سکتے ہیں نہ کہ خطوط منحنی سے۔!!!

ایڈیٹر تجلی نے نفس مسئلہ کے " عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:۔

" لیکن اس مہدی کی خصوصیات کیا ہونگی۔ یہ واضح کرنے والی جتنی روایات "

" ہیں تقریباً سب کسی نہ کسی اعتبار سے ساقط الاعتبار یا مشکوک ہیں۔ فن روایت اور "

" اصول درایت ان کی توثیق نہیں کرتے .... لیکن اس پہلو پر گفتگو "

" ایسے ہی لوگوں سے کی جا سکتی ہے جن کے دماغوں میں گودا بھی ہو۔"

ہم ناظرین کو اختصاراً بتلائیں گے کہ ایڈیٹر " تجلی " کی اس تحریر سے کن کن اکابر اہل سنت کے دماغوں کو (سروں) کو بے گودا قرار دینا لازم آتا ہے۔ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ گودا (جس سے ان کی مراد " دماغ " ہے) سر میں ہوتا ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ بیچارے

ایڈیٹر کے سر میں نہیں بلکہ دماغ میں گودا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقتہ۔ خیر ہم انہی کی بات لے چلتے ہیں تاکہ خلط مبحث نہ ہو جائے۔

علامہ قاضی منتجب الدین جونیری نے "قرطبی" کے حوالہ سے سلف اہل سنت کا متفقہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ :-

واما اختارہ السلف واتفقوا فی شانہ فقد ذکر فی القرطبی وقد تواترت الاخبار واستفاضت بکثرۃ رواتہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المھدی۔
(مخزن الدلایل)

بہرحال سلف نے جو اختیار کیا اور مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو اتفاق کیا ہے وہ قرطبی میں مذکور ہے۔ مہدی علیہ السلام سے متعلق جو حدیثیں ہیں اپنے راویوں کی کثرت کی وجہ سے تواتر کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں۔

شیخ ابن حجر ہیثمی نے "القول المختصر" میں لکھا ہے۔

قال بعض ائمۃ الحفاظ ان کون المھدی من ذریتہ علیہ السلام تواترت عنہ علیہ السلام۔

بعض حفاظ ائمہ حدیث نے فرمایا ہے کہ مہدی علیہ السلام کا آل رسول علیہ السلام سے ہونا تواتراً مروی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "لمعات" شرح مشکوٰۃ کے باب الساعۃ میں لکھا ہے۔

قد وردت فیہ الاحادیث کثیرۃ متواتر المعنی۔ : مہدی کے بارے میں متواتر المعنیٰ کثیر احادیث وارد ہیں۔

نیز لکھا ہے۔

قد تظاہرت الاحادیث البالغۃ حد التواتر معنا فی کون المھدی من اہل البیت من ولد فاطمۃ۔ : مہدی اہل بیت رسول اللہ صلعم سے اولادِ فاطمہؓ سے ہونے کی احادیث تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں۔

بحرالعلوم عبدالعلی ملک العلماء نے "اشراط الساعۃ" میں لکھا ہے۔

احادیثے کہ دال اند بر خروجِ امام مہدی کثیر اندکہ مبلغ آں متواتر...... رسیدہ۔ : مہدی کی بعثت پر دلالت کرنے والی احادیث اتنی کثیر ہیں کہ تواتر معنوی کی حد کو پہونچ گئی ہیں۔

علامہ طحطاوی نے حاشیہ "دارالمختار" میں لکھا ہے۔

المهدی لیس بمجتهد اذا المجتهد یحکم بالقیاس وهو یحرم علیه القیاس لان المجتهد یخطی وهو لا یخطی قط فانه معصوم فی احکامه بشهادة النبی وهو مبنی علی عدم جواز الاجتهاد فی حق الانبیاء۔

مہدی مجتہد نہیں ہیں۔ کیونکہ مجتہد کے احکام قیاسی ہوتے ہیں اور مہدی کے لئے قیاس حرام ہے۔ اسلئے کہ مجتہد خطا کرتا ہے اور مہدی سے ہرگز خطا نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے احکام میں معصوم ہیں۔ جس کی شہادت اس امر پر مبنی ہے کہ انبیاء خلفاء الہی کے لئے اجتہاد جائز نہیں

امام عبدالوہاب شعرانی نے "المیزان جلد ۱ فصل ۲" میں لکھا ہے کہ:۔

ویلهم الحکم بشریعة محمد صلی الله علیه وسلم بحکم المطابقة بحیث لو کان رسول الله صلی الله علیه وسلم موجوداً لاقره علی جمیع احکامه کما اشار الیه فی حدیث ذکر المهدی یقوله یقفوا اثری ولا یخطی ....

....

....

اور مہدی ایسے احکام بیان کریں گے جو شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مطابق ہونگے اس طرح کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوں تو مہدی علیہ السلام کے تمام احکام (کی صداقت) کا اقرار کریں گے جیسا کہ اس بات کا اشارہ ذکر مہدی کی حدیث میں بھی پایا جاتا ہے۔ وہ میرے نقش قدم پر چلیگا خطا نہیں کرے گا۔

ابن حجر مکی نے "شرح نخبۃ الفکر" میں لکھا ہے کہ:۔

والمتواتر لا یبحث عن رجاله بل یجب العمل به من غیر بحث یجاب به الیقین وان ورد عن الفساق بل عن الکفرة (ماخوذ از[عـــہ] ابراز الوهم المکنون")

خبر متواتر کی شان یہ ہے کہ اس کے راویوں سے بحث نہیں کی جا سکتی بلکہ اس پر بغیر بحث کے عمل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ خبر متواتر موجب یقین ہوتی ہے اگرچہ وہ روایت فاسقوں بلکہ کافروں سے ہوئی ہو۔

علامہ تفتازانی نے "شرح مقاصد" میں لکھا ہے:۔

عـــہ۔ احادیث بعثتِ مہدی موعود کے بارے میں ابن خلدون کے نظریات کی تردید میں ایک کتاب "ابراز الوہم المکنون" عربی زبان میں دمشق و شام سے شائع ہوئی ہے۔

فذهب العلماء الى انه امام عادل من ولد فاطمة يخلقه الله متى شاء يبعثه نصرة لدينه۔

پس علماء کا مذہب یہ ہے کہ مہدی اولاد فاطمہؓ سے امام عادل ہونگے اللہ جب چاہے گا پیدا کریگا اِن کو نصرتِ دین کیلئے مبعوث فرمائیگا۔

ہم نے بطور نمونہ چند حوالے جو درج کئے ہیں ان سے احادیث بعثت مہدی موعود کا متواتر المعنی ہونا، احادیث متواترہ کا قطعی اور واجب الاذعان ہونا۔ احادیث متواترہ کے راویوں سے بحث غیر ضروری ہونا۔ اور یہ اعتقاد کہ "مہدی موعود بنی فاطمہؓ سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا نصرتِ دین کے لیئے ان کو مبعوث فرمائے گا" متقدمین اہل سنت کا متفق علیہ ہونا، ثابت ہو رہا ہے۔

لیکن ایڈیٹر "تجلی" اس کے برخلاف بلادلیل کہتے ہیں کہ احادیث مہدی ساری کی ساری ساقط الاعتبار ہیں۔ اس سے صاف عیاں ہو رہا ہے کہ ایڈیٹر "تجلی" کن کن اکابر اہل سنت کے دماغوں (سروں) کو بے گوہ اقرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ خود ان کے دماغ (سر) کا گودا اس قماش کا ثابت ہو رہا ہے کہ بقول اُن کے ان کی "چھرے دار بندوق کا گھوڑا"* انہوں نے اصل اکابر اہل سنت ہی کی جانب دبا دیا ہے اور انہیں خبر بھی نہ ہو سکی۔ لطف یہ کہ فنِ روایت اور اصولِ درایت دانی کا دعویٰ بھی ہے!!! فاعتبروا یا اُولی الابصار۔

ایڈیٹر "تجلی" کی دانشمندی کا ایک اور عجوبہ ملاحظہ ہو۔ سائل نے تین حدیثیں بھی درج سوال کی تھیں۔ جن میں سے ایک حدیث شریف کا ترجمہ اس نے یہ لکھا تھا

"وہ امت بھلا کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں ہوں اور جس کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم اور درمیان میں میری آل سے مہدی موعود علیہ السلام آخر الزماں ہوں گے"

"اس کے بارے میں مجلس علمائے مہدویہ ہند کی قرار داد احتجاج میں لکھا گیا تھا۔"
"ایڈیٹر "تجلی" کو کم از کم اس ایک حدیث پر غور کر کے معلومات حاصل "
"کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تھی کہ اس حدیث کے ٹھیک ٹھیک الفاظ "
"کیا ہیں۔ اور احادیث کی کن کن کتابوں میں کن طریقوں سے یہ حدیث "
"بیان ہوئی ہے۔ اور علمائے حدیث سے کس عالم علم حدیث نے اس "
"حدیث کی سند و ثقاہت کے بارے میں کیا لکھا ہے؟ اس طرح اصولی" "

---

*لطیفہ ہے کہ ایڈیٹر تجلی لبلبی نہیں بلکہ گھوڑہ دبا دیا کرتے ہیں۔

"طور پر معلومات حاصل کر کے جواب دینے کی کوشش کرتے تو اس ایک"
"ہی حدیث کی تحقیق کے تحت، بعثت مہدی موعودؑ کی ضرورت اور مہدی"
"موعود کے مامور من اللہ ہونے اور آپ پر ایمان لانے کی ضرورت اور دیگر"
"مراتب، خصوصیات اور مہدی و عیسیٰ ایک زمانہ میں ہونے کے غلط ادعا"
"کی حقیقت اور اس کے بارے میں کتب صحاح میں کوئی صحیح حدیث موجود"
"بھی ہے یا نہیں؟ اکابر اہل سنت کی کیا تحقیق رہی ہے؟ بعد کے لوگوں"
"میں اجتماع مہدی و عیسیٰ کا مسئلہ کس بناء پر مشہور ہو گیا؟ ایسے کئی"
"اہم مسائل کو سمجھ کر اس ایک ہی حدیث کے تحت، کم از کم جواب، سائل"
"کو دیا جا سکتا تھا۔ اور سائل کے منشاء کے مطابق کتاب و سنت کی روشنی"
"میں سائل کی صحیح رہنمائی کی جا سکتی تھی !!! (قرارداد احتجاج منجانب"
"مجلس علمائے مہدویہ ہند)"

لیکن العجب ثم العجب کہ فن روایت اور اصول درایت دانی کا دعویٰ کرنے والے اور اپنے "دماغ" کے گودے پر زعم کرنے والے ایڈیٹر تجلی نے اس طرف رخ بھی نہیں کیا حالانکہ سائل کے سوال میں مندرجہ حدیث مسئول عنہ ہونے کی وجہ سے ایڈیٹر "تجلی" کا فرض تھا کہ کم از کم اس ایک حدیث پر سیر حاصل بحث کر کے سائل کا جواب، کتاب و سنت کے تحت ادا کرتے۔

اپنا یہ فرض اور اپنے ذمہ کی یہ بات تو رکھ چھوڑی، اس کے بجائے کسی مہدوی کی پیش کردہ حدیث، کتابچہ کا نام اور صاف حوالہ دئے بغیر زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ سمجھ لیا کہ آسانی سے اس حدیث کی بحث میں کامیابی ہو جائے گی۔ حالاں کہ سنجیدہ و منصف مزاج علماء اسلام و صاحبان علم محسوس فرمائیں گے کہ یہ تو ذیلی بحث ہوئی۔ اصل بحث کا تعلق تو سائل کے سوال کے تحت از روئے اصول شریعت، ایڈیٹر "تجلی" کے نفس جواب سے ہے۔ جو ماہ نومبر ۱۹۶۴ء کے شمارہ میں دیا گیا تھا اپنی اس ذمہ داری پر لطائف و حیل کا پردہ ڈال کر اعراض اختیار کرنے کی کوشش، اہل نظر سے بچ نہیں سکتی !!! ذیلی بحث کی نوعیت بھی کیا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

ایڈیٹر "تجلی" نے لکھا ہے۔

"" مثلاً ایک ہی روایت کو لیجئے ۔ یہ روایت اس کتابچہ[عہ] میں بھی نقل ہوئی ہے ""
"" جو انجمن مہدویہ کی فرمائش پر شائع کیا گیا ہے " فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ""
"" نے کہ میں تم کو مہدی کی خوشخبری دیتا ہوں جو ایک شخص قریش سے میری آل ""
"" سے میری امت میں لوگوں کے اختلاف اور زلزلوں کے وقت بھیجا جائے گا ۔ ""
"" پس زمین کو ایسے عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم وستم سے بھری ""
"" ہوگی ۔ اس سے زمین وآسمان والے خوش ہوں گے اور مال صحیح صحیح تقسیم کرے گا ""
"" ایک شخص نے پوچھا کہ صحیح کے کیا معنی ہیں ۔ آپ نے فرمایا لوگوں میں سویت (برابری) ""
"" کے ساتھ تقسیم کریگا ۔ اور امت محمدی کے دلوں کو استغنا سے بھر دے گا ۔ اس ""
"" کا عدل لوگوں کے لیئے عام ہوگا ۔" ہم مہدوی حضرات سے دریافت کرتے ہیں کہ ""
"" کیا ان کے پاس تاریخ کا کوئی ایسا ذخیرہ محفوظ ہے جس سے پتا چلتا ہو کہ ۸۴۷ھ ""
"" سے ۹۱۰ھ تک جو حضرت جونپوری کا زمانۂ حیات ہے ایک دن بھی ایسا آیا ""
"" جس میں ظلم وجور اور شرک و زندقہ سے بھری ہوئی دنیا عدل وامانت اور حق ""
"" وصداقت سے معمور ہو گئی ہو الخ ""

اس حدیث کے تحت ، زلزلے ، اختلافات اور سیاسی اقتدار کامل پر بہت زور دے کر ایڈیٹر "تجلی" نے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ یہ حدیث امامنا سید محمدؑ جونپوری مہدی موعود پر صادق نہیں آتی ۔ حالانکہ اس حدیث شریف کی مندرجہ تمام علامات ، امامنا علیہ السلام کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں ۔ زلزلے ہوئے ۔ اختلافات ہوئے ۔ حتی کہ بڑی بڑی خونریزیاں ہوئیں ۔ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی کے رسالہ " زلازل " اور "جونپور نامہ" اور دیگر کتب تواریخ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے ۔

امام علیہ السلام نبی فاطمہؓ سے تھے ۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ، حضرت رسول اللہ صلعم کے والد ماجد کا تھا ۔ اگرچہ کہ احادیث سے مہدی موعود کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی بھی .... حضرت رسول اللہ صلعم کی والدہ ماجدہ کا ہونا ، شرط مہدیت ثابت نہیں ہے ۔ لیکن حسن اتفاق سے آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی بھی وہی ہے جو آنحضرت رسول اکرم صلعم کی والدہ ماجدہ کا تھا

عہ ۔ اس کتابچہ کا اور مولف کا نام اور کس مقام کی انجمن کی فرمائش سے شائع ہوا کچھ صراحت نہیں کی گئی ہے ۔

امت محمدی کے دلوں کو استغنا سے بھر دینے کی جو خصوصیت، حدیث مذکور الصدر میں بیان ہوئی ہے۔ وہ سبھی امامنا علیہ السلام کی تعلیمات میں بدرجۂ کمال پائی جاتی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب صفہ کو استغنا کی جو زندگی عطا فرمائی تھی، جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضرباً فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسألون الناس الحافا۔

ان فقراء کیلئے ہے جو اللہ کے راستے میں محصور ہیں زمین (دنیا) میں (کمانے کے لئے) چل پھر نہیں سکتے ہیں ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے نادان ان کو غنی سمجھتا ہے۔ تو ان کو انکی نشانیوں سے پہچان لے گا۔ وہ فقراء کسی سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔

ایسی ہی زندگی حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی کمال عمل صالح کے ساتھ از سر نو تازہ فرمادی۔ آپ کی یہ خصوصیت بھی اس قدر اظہر من الشمس ہے کہ کسی کو کلام کی گنجائش نہیں۔ آپ کی تعلیم استغنا کی بھی قولی و فعلی کثیر روایات ہیں۔ بطور مثال تین واقعات بیان کر دئے جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ سلطان غیاث الدین خلجی نے تصدیق مہدیت سے مشرف ہونے کے بعد ۶۰ توڑے روپے، اشرفی زر و جواہر سے بھر کر ہوئے اور ایک تسبیح مروارید کی، جس کی قیمت ایک کروڑ محمودی تھی، حضرت کی خدمت میں گذرانی۔ ہزاروں آدمی تماشائی اور مانگنے والے بھی جمع ہوگئے۔ حضرت نے ان تھیلیوں کی مہر توڑ کر ایک تھیلی جس میں چاندی کے سکے تھے۔ صحابہ پر سویت فرمادی۔ باقی خزانہ عوام پر تقسیم فرمادیا۔ تمام خزانہ بٹ چکا تو آخر میں ایک دف نواز آیا اس کو مروارید کی تسبیح دیدی۔ میاں السید سلام اللہ رضؓ نے عرض کیا یہ تسبیح بہت قیمتی تھی۔ فرمایا خدائے تعالی کا فرمان تو یہ ہے کہ قل متاع الدنیا قلیل" اور تم ایک ادنی چیز کو بڑی قیمت والی کہتے ہو"؟

روایت ہے کہ

"شہر بڑھ میں حضرت سید سلام اللہ رضؓ کے ذریعہ ایک سوداگر نے اسی ہزار تنکے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں گذارنے۔ آپ نے قبول نہ کئے واپس فرمادئے میاں سید سلام اللہ رضؓ سے فرمایا کہ تم کیوں لائے"؟

آپ کے صحابی کے ذریعہ بھیجی ہوئی فتوح کو قبول کرنا، آپ نے عزیمت و عالیت توکل کے خلاف قرار دیا۔

نیز روایت ہے کہ:۔

"حضرت مولانا شیخ صدر الدین سندھی رضؓ آپ کے دایرے کے فقر و فاقہ سے متاثر ہوکر آدھی رات گذرنے کے بعد پوشیدہ طور پر ہاتھ دراز کر کے ایک ایک حجرہ میں روٹی وغیرہ کھانے کی چیزیں رکھدیا کرتے تھے۔ اصحاب نے حضرت مہدی علیہ السلام سے شکایت کی کہ دو تین روز سے رہزنی ہورہی ہے کون شخص ہے معلوم نہیں آپ نے فرمایا طالبان خدا کو ایذامت دو۔ اگر کچھ خدمت کرنا ہی ہے تو " علانیہ کرو۔ وقت مقرر کر کے نہ دیا کریں"

اس روایت سے امامنا علیہ السلام کی تاثیر تعلیم استغنا کا کمال عیاں ہے کہ صحابہ نے فقر و فاقہ کے باوجود بے اصول ہمدردی کو رہزنی قرار دیا۔ اس لیئے کہ امامنا علیہ السلام نے تعلیم دی تھی کہ جائز طریقوں سے جو کچھ پہنچے وہ حلال ہے۔ اور جو بغیر تدبیر کے اور بغیر علم و اطلاع کے اچانک بے شان و گمان اللہ کے نام سے پہنچے وہ حلال طیب ہے۔ حلال کے لیئے عنداللہ سوال جواب اور حساب ہے۔ لیکن حلال طیب کے لیئے حساب نہیں ہے۔ اس لیئے متوکل علی اللہ کے لیئے عزیمت و عالیت حلال طیب میں ہے۔

اے طائر لاہوتی! اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!!

غرض خود صحابہ کا شکایت کرنا، ان کے دلوں کی استغنا سے بھرے ہوئے ہونے کی بدیہی دلیل ہے۔!!

نیز روایت ہے کہ:۔

"حضرت مہدی علیہ السلام نے جن دنوں " نگر ٹھٹھہ، سندھ " میں نزول اجلال فرمایا تھا وہاں کے حاکم جام ننداکو اس کی ریاست تباہ ہو جانے کا اندیشہ پیدا کروا دیا گیا تھا۔ دریاخاں وغیرہ عہدہ داران فوج کو لشکر کشی کے لیئے فوج تیار کرنے کا حکم دیدیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی برائے نام کانٹیوں کی باڑھ لگوادی تھی۔ میاں ملک گوہر رضؓ ایک صحابی نے عرض کیا کہ ہم بھی فوج مقابلہ

کیلئے تیار کر سکتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا تم فوج کیسے تیار کر سکو گے؟ عرض کیا غلام کے پاس اکسیر کا ڈبہ ہے۔ جتنا سونا چاہیں بنا سکتے ہیں۔ آپ نے سوال فرمایا وہ ختم ہو جائے تو کیا کر سکو گے؟۔ عرض کیا پھر بنا سکتے ہیں۔ ارشاد فرمایا وہ ڈبہ لاؤ۔ جب ڈبہ حضور میں پیش کیا گیا تو ملاحظہ کے بعد فرمایا نعوذ باللہ منہا تم اس بت کو بغل میں دبا ہوئے بندہ کی صحبت میں رہے ہو؟ پر جلال لہجہ میں صحابہ کو حکم فرمایا کہ ان کو دائرے سے باہر کر دیا جائے۔ تین روز دائرے کے باہر پڑے رہے۔ نہایت رنج و ملال میں لمحات گذر رہے تھے۔ حضرت مہدیؑ السلام کی خدمت میں ان کی حالت زار عرض کی گئی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا، میری صحبت میں رہنا ہے تو اس بت کو نکال پھینکدیں۔

میاں ملک گوہرؓ کے لیے یہ فرمان مژدہ جانفزا بن گیا دو رکعت نماز شکر ادا کی اور اکسیر کا ڈبہ کنوئیں میں پھینکدیا۔

اس مقام پر ہزاروں نے بیعت و تصدیق کا شرف حاصل کیا۔ دریا خاں صدر الہام وغیرہ نے بھی تصدیق کرلی۔ اور مولانا علامہ حضرت صدر الدین سندھیؒ بھی جو بڑے مشہور و معروف جید عالم و شیخ طریقت تھے، بیعت و تصدیق کی اور آپ کے صحابہ میں شامل ہو گئے۔ انہی دنوں مرزا شاہین، جید عالم اور امیر "بھکر" تھے۔ اور عالم و فاضل شیخ الیاس اور عارف و باعمل قاضی قاضن۔ قاضئ سندھ نے بھی ایمان لایا۔

زیادہ قابل غور اہم امر یہ ہے کہ آپ مہدئ موعود برحق، خلیفۃ اللہ، مامور من اللہ نہ ہوتے، تائید غیبی پر آپ کو یقین اکمل نہ ہوتا تو اس دہشت ناک صورت حال میں آپ کے جادۂ استقامت کو حضرت ملک گوہرؓ کی اکسیر، متزلزل کر دینے کے لئے کافی ہو جاتی !!!۔ آپ کے استغنا کے ایسے کئی واقعات ہیں۔

مال کا برابر برابر تقسیم ہونا، جو حدیث مذکور الصدر میں بیان ہوا ہے۔ یہ خصوصیت بھی حضرت مہدی علیہ السلام میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔ مثال کے طور پر "سویت" کے تین واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

" روایت ہے کہ جب شہر پٹن (نہروالہ گجرات) کے نواح خابہ سرور کے تالاب کے قریب قاضی قادن کی سرا میں حضرت مہدی علیہ السلام نے مع احباب

قیام فرمایا تو سب سے پہلے حضرت شاہ رکن الدین مجذوب نے روٹیاں اور موز، اپنے مریدین کے ذریعہ روانہ کئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے حسبِ عادت سب پر برابر برابر تقسیم کا حکم دیا۔ ایک ایک روٹی اور دو دو موز کے حساب سے تقسیم ہوئی۔ ایک صحابی کے لیئے کمی بھی واقع نہ ہوئی۔ کسی نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا گویا شاہ صاحب نے ہماری تعداد معلوم کر کے روٹی اور موز روانہ کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا ہی ہے۔ وہ اہلِ باطن اور صاحب کشف و حال سے ہیں۔

روایت ہے کہ:-

حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں انگور اللہ کے نام سے آئے تھے۔ میاں حیدر مہاجرؓ نے ایک خوشہ میاں سید حمید فرزند کمسن حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ میں دیدیا۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ (دایرہ کے) فقراء کا حق ہے (یعنی سویت کرنا ہے) انہیں کیوں دیدیا؟ میاں حیدر نے عرض کیا میرا جی! معاف فرما دیجئے ۔۔۔ ارشاد فرمایا، تمام فقراء سے معافی چاہو۔ میاں سید حمید نے ایک انگور جو منہ میں ڈال لیا تھا۔ حضرتؑ نے اپنی انگشتِ مبارک سے ان کے منہ میں سے نکال لیا۔

روایت ہے کہ۔

"آپ کی روزانہ سویت کی پابندی دیکھکر ایک شخص نے بطورِ امتحان، تل کا دانہ اللہ کے نام سے پیش کیا۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کو پیس کر پانی کے گھڑے میں گھولا جائے اور وہ پانی سب پر تقسیم کر دیا جائے۔"

امامنا علیہ السلام کی "سویت" کی خصوصیت ایسی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے لوگوں نے دعوئ مہدیت کیا، ان میں سے کسی کو بھی یہ خصوصیت حاصل نہیں تھی۔ غرض حضرت مہدی علیہ السلام کے استغنا و سویت کی خصوصیت مشہور و معروف اور کالنور علی شاہق الطور ہے۔ ھذا بصائر للناس۔

حاصل کلام یہ کہ ایڈیٹر "تجلی" نے جو حدیث پیش کی ہے، اس کی مندرجہ چاروں علامات کا مختصر ثبوت دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر احادیث شریفہ کی علامات کثیرہ بھی آپ پر صادق آتی ہیں جن کا بیان موجب طوالت ہوگا۔

اب رہا سیاسی اقتدار کامل حاصل ہونے کا مسئلہ، اس کا ذکر اس حدیثِ زیرِ بحث میں موجود ہی نہیں ہے۔ ایڈیٹر "تجلی" نے اپنی طرف سے اس حدیث کے ذیل میں اس علامت کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن وہ اس کو بد دیانتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء نہیں سمجھتے۔!!!

اس حدیث مذکور الصدر کے عربی الفاظ "یملاء الارض قسطا و عدلا" (زمین کو قسط و عدل سے بھر دے گا) کی تشریح سے قبل ہم ناظرین کی توجہ اس جانب مبذول کروائیں گے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک دنیا کا جو حال تھا، اس پر غور کریں۔ خود ممالک عربیہ میں بھی جور و ظلم کا بالکلیہ استیصال نہیں ہوا تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی عرب کے قبائل میں ارتداد یعنی اسلام سے پھر جانے کا فتنہ برپا ہوا تھا۔ اس کے باوجود آپ کے "رحمۃ للعالمین" ہونے پر ہمارا پورا پورا اعتقاد ہے۔ جب کہ حضرت خاتم الانبیاء کے زمانہ میں پوری دنیا عدل و انصاف سے معمور نہ ہو سکی تو خاتم الاولیا حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں کیسے معمور ہو سکتی ہے؟ اس لیے حدیث کے ان الفاظ کے معنوں میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اصولاً ایڈیٹر "تجلی" کو چاہیے تھا کہ اس نوع کی روایات، جتنے طریقوں سے مروی ہیں اُن سب کو جمع کر کے اصول روایت و درایت کے تحت محدثینِ متقدین اہلِ سنت کے مسلمات کی روشنی میں بحث کرتے۔ اس کی بجائے صرف ایک ہی طریقہ کی روایت پر من مانی بحث شروع کر دی۔

نیز یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ "یملاء الارض قسطا و عدلا" میں "الارض" پر جو "الف لام" ہے وہ از روئے قواعدِ نحویہ کس قاعدہ کے تحت ہے۔ کیوں کہ "الف لام" کے جتنے قواعد ہیں اُن میں سے کسی ایک قاعدہ کو جب تک صحیح طور پر منطبق نہ کیا جائے منشائے کلام کو صحیح طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا۔

اگر "الف لام" کو "استغراقی" ہی قرار دیکر زمین کا عدل و انصاف سے بھر جانا ہی مان لیا جائے تب بھی یہ بات توضیح طلب رہے گی کہ زمین کا چپہ چپہ عدل و انصاف سے بھر جائے گا یا اہل زمین سے کوئی ایک انسان بھی اسلام و ایمان سے بے بہرہ نہ رہیگا۔ یہ دونوں معنی، نقل و عقل کے خلاف ہیں۔ جن کی تائید نہ روایت سے ہو سکتی ہے اور نہ

اصولِ درایت ہی سے۔ کیوں کہ تمام دنیا کے انسانوں کا ایمان اور عدل و انصاف پر ہو جانا، قرآن کے خلاف ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا يزالون مختلفين الا من رحم ربك ولذالك خلقهم (ہود)

؛ اگر تمہارا رب چاہتا تو سب انسانوں کو ایک ہی اُمت بنا دیتا۔ ان لوگوں کے سوائے جن پر تمہارے رب نے رحم کیا ہمیشہ وہ اختلاف ہی کرتے رہیں گے۔ اور اسی کے لیے انھیں پیدا کیا ہے۔

نیز ارشاد فرمایا۔

ولو شاء ربك لآمن في الارض كلهم جميعًا۔

؛ اور اگر تمہارا رب چاہتا تو جو لوگ زمین (دنیا) میں ہیں وہ سب کے سب ایمان لاتے۔

نیز ارشاد فرماتا ہے۔

فلا تك في مرية منه انه الحق من ربك ولكن اكثر الناس لا يؤمنون۔

؛ اے محمد۔ تم اس کے بارے میں کوئی شک نہ کریں بے شک وہ اپنے رب کی طرف سے حق ہے اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو اہل مدین کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ لیکن اہل مدین بھی بجز چند کے سب کے سب ایمان نہیں لائے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اس واقعہ کے ذکر کے تحت فرماتا ہے۔

ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها۔

؛ اور زمین کی اصلاح ہو جانے کے بعد اس میں فساد برپا نہ کرو۔

اس آیۂ شریفہ میں "الارض" سے مراد روئے زمین ہے یا صرف زمین مدین ہے؟!!۔ اس آیت کے اوپر کے الفاظ سے صاف ثابت ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد صرف زمین مدین ہے۔!!!

اسی مضمون کی اور کئی آیات و احادیث ہیں جن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تمام دنیا کے لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ بلکہ اکثر نہیں لائیں گے۔ تھوڑے ہی لوگ ایمان لائیں گے۔ لہٰذا ایڈیٹر "تجلی" نے "یملا الارض قسطاً وعدلاً" کا مطلب پوری دنیا کا قسط و عدل سے معمور ہو جانا جو بیان کیا ہے۔ قرآن اور حدیث اور درایت کے خلاف ہے۔

علم کلام کی کتاب "شرح عقاید" میں مذکور ہے کہ:

والمکمل کثیراً من الناس فی الفضایل العلمیۃ والعملیۃ ونور العالم بالایمان والعمل الصالح	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے لوگوں کو علمی و عملی فضائل میں کامل فرمادیا اور دنیا کو ایمان اور عمل صالح سے منور فرما دیا۔

اگر ایڈیٹر "تجلی" کی طرح کوئی عیسائی یا یہودی یا دنیا کا کوئی غیر مسلم سوال کرے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام دنیا کو ایمان اور عمل صالح سے کہاں منور کیا ہے؟ آپ کی وفات تک کس سنہ میں یہ واقعہ ظہور پایا ہے؟! تو اس کا جو جواب ہوگا۔ وہی ایڈیٹر "تجلی" کے سوال کا جواب بھی ہوگا۔

حاصل یہ کہ قرآن وحدیث کے ایسے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے خلیفہ میں ایسی قدرت وطاقت منجانب اللہ ودیعت کردی جاتی ہے کہ وہ چاہے تو تمام دنیا کے انسانوں کو مومن اور قسط وعدل پر عامل بنا سکتا ہے لیکن بالفعل ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ مشیت ایزدی پر منحصر ہے۔

ان مختصر توضیحات کی روشنی میں امامنا علیہ السلام کی تبلیغ دعوئ مہدیت کی مدت متعدد مقامات کی ہجرت، اور کثیر التعداد انسانوں کی بیعت وتصدیق مہدیت کے لحاظ سے غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ آپ کی تاثیر تبلیغ کی شان کیا رہی؟ مقام غور ہے کہ مشرکین اور دین سے بے بہرہ انسانوں کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، اسلام قبول کرلینا جس قدر اہم ہے، اسی قدر اہم، جید علمائے دین اسلام کا، مہدی موعود علیہ السلام پر ایمان لانا اور آپ کی تصدیق سے مشرف ہونا ہے۔

حتی کہ خراساں کے جیسے ملک کے اکابر علماء، سلطان، وزراء، روسا اور عوام کا تصدیق مہدیت سے مشرف ہو جانا، تاریخ کے نادر الوجود مہتم بالشان واقعات ہیں — اس پر سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ متعدد مقامات کے کتنے لاکھ انسانوں نے نور ہدایت سے مشرف ہونے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی وفات کے بعد ایک ایک صحابی وتابعی کے ہاتھ پر لاکھوں کا اضافہ جو ہوتا رہا۔ اس کا یہاں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر "تجلی" کو اس سے بڑھ کر اور کونسے تاریخی شواہد پیش کئے جانے کی ضرورت ہے؟!!!

دیکھو! حضرت شعیب علیہ السلام پر چند ہی افراد کے ایمان لانے کے باوجود اللہ تعالیٰ

فرمارہا ہے، لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا (زمین کی اصلاح ہو جانے کے بعد اس میں فساد نہ کرو) جب کہ حضرت امامنا مہدیٔ موعود علیہ السلام پر لاکھوں انسانوں، عوام و خواص نے ایمان لایا ہو، مقربان بارگاہِ خداوندی بننے کا شرف حاصل کیا ہو، جن کی نسبت مولوی ابوالکلام آزاد، مہدوی نہ ہونے کے باوجود "ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں" سے تشبیہہ دینے پر مجبور ہو گئے ہوں تو "یملاء الارض قسطاً و عدلاً" کا اور زمین و آسمان والے خوش ہونے کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت چاہیئے؟!!!

اصل مسئلہ

معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے سوال میں غیر مہدویوں کو کافر قرار دینے کا جو مسئلہ ہے۔ در اصل یہی ایڈیٹر "تجلی" کے مشتعل ہونے کا باعث ہوا ہے حالانکہ اُصولِ دین کے لحاظ سے دیکھو تو ہر دیندار کے لیئے ہر لمحہ دین کی حفاظت اور بے دینی سے محفوظ رہنے کی فکر و کوشش کرنا اور خدا کا خوف رکھنا لازم ہے۔ حدیث شریف ہے کہ:-

لا ایمانَ لمن لا امانۃ لہ ولا دین ؛ جس شخص میں امانت نہو اس کو ایمان نہیں اور
لمن لا عھد لہ جس میں عہد کی پابندی نہ ہو اس کو دین نہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ اہل قبلہ اور اہل اسلام سے ہونے کے باوجود جو شخص امانت اور ایفائے عہد کی خلاف ورزی کرے گا، دین و ایمان سے محروم ہو جائے گا۔ ایسی کئی احادیث ہیں۔ اصل مسئلہ شارع کا حکم ہے۔ وہ جس کو مومن کہے، مومن ہوگا، جس کو کافر کہے، کافر ہوگا، اور جو شخص بلاوجہ شرعی کسی کو کافر کہے تو وہ خود کافر ٹھیرے گا۔ لیکن کتا، گیدڑ کہنا صریح گالی ہے۔ جو آداب شریعت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے:-

سباب المسلم فسوق ؛ مسلمان کو گالی دینا بد الابد کا ہے۔

لیکن ایڈیٹر "تجلی" نے حسن و قبح، اچھائی اور برائی کا انحصار اپنے ہی صوابدید پر رکھا ہے۔ اسلام جس بات کو بُری اور گالی قرار دے رہا ہے، اس کو وہ معمولی بات سمجھ رہے ہیں۔ اِس پر بار بار اِصرار کر رہے ہیں۔ اور اسلام نے نہ ماننے والوں کے لیئے "کافر" کی جو اصطلاح مقرر کی ہے اس کو بہت ہی بڑی گالی قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"سائل کہتا ہے کہ مہدوی حضرات ان نہ ماننے والوں کو صریحاً کافر قرار دیتے ہیں" "تو بتایا جائے کافر سے بڑی بھی کوئی گالی مسلمان کے حق میں ہو سکتی ہے۔ ماں، بہن"

"باپ دادوں کی ساری گالیاں ایک پلڑے میں رکھدو اور کافر دوسرے پلڑے" میں۔ مسلمان کے حق میں دوسرا پلڑا ہی بھاری نظر آئے گا۔ پھر ہمارے لب و لہجہ کی ترشی کا صرف زیادہ سے زیادہ اسّی لاکھ مہدوی نشانہ بنتے ہیں۔ مگر سائل کی تصریح کے مطابق مہدوی حضرات کا اعلانِ تکفیر تو ساری دنیا کے مسلمانوں کو نشانہ بناتا ہے"

اِکابر متقدمین اہل سنت کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ الحَسَن ماحَسّنَہُ الشرع والقبیح ما قبّحَہُ الشرعُ ۔ یعنی شرع جس کو مستحسن قرار دے وہی حَسَنْ ہے۔ اور جس بات کو شرع بری قرار دے وہی بری ہے۔ حضرت سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

بے حکم شرع آب خوردن خطاست
وگر خوں بفتویٰ بریزی رواست

کتب لغاتِ عربیہ میں "کافر" کے کئی معنی تبلائے گئے ہیں۔ تاریک رات، سمندر، بڑی وادی، تاریک بادل، وغیرہ "کفر" کے معنی چھپانے کے بھی آئے ہیں۔ "کاشتکار" زمین میں دانہ چھپاتا ہے اس لیئے "کاشتکار" کو بھی "کافر" کہا جاتا ہے۔ اور "اِنکار و روگردانی" کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، لیکن "کفر" یا کافر" کا لفظ "گالی" ہونا، کسی بھی لغت کی کتاب سے ثابت ہی نہیں ہے۔!!!

اس کے علاوہ ہم یہاں تبلائیں گے کہ "اِنکار" و "روگردانی" کے عام معنوں کے لحاظ سے قرآن مجید کی ایک آیۂ شریفہ میں "مومن" کے لیئے بھی "کفر" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ ÷ جو شخص شیطان سے کفر کرے گا اور اللہ پر
فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ ایمان لائیگا پس اس نے عروۂ وثقیٰ کو مضبوط پکڑ لیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ "انکار" و "روگردانی" کے عام معنی کے اعتبار سے جو شخص شیطان سے کفر کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا مومن ہوتا ہے۔ اگر "کفر" کا لفظ "گالی" ہوتا تو "مومن" کے لیئے اِس آیۂ شریفہ میں مذکور نہ ہوتا۔!!!

اصطلاح قرآن و حدیث میں "کفر" سے مراد، اسلام سے انکار۔ رسالت سے انکار، قیامت سے انکار، وحدانیتِ ذاتی و صفاتی سے اِنکار اور فرائض دین کی فرضیت سے انکار ہے۔ گویا نہ ماننے والے کے لیئے "کافر" تعارفی و تہدیدی اصطلاح ہے۔ اس کو گالی قرار دینا، خدا و رسول کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ کیونکہ حکم تو یہ ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ (اللہ کے اخلاق

اختیار کرو)

جب کہ خدا اور رسول کے اخلاق یہ ہیں کہ بتوں کو گالی دینے سے، دوسروں کو بُرے ناموں سے پکارنے سے اور خود مسلمانوں کو آپس میں گالی دینے اور دست درازی سے احتراز کی تعلیم دی گئی ہے تو خدا اور رسول کے کلام میں گالی کیسے پائی جاسکتی ہے ؟

لہٰذا "کفر" و "کافر" کے الفاظ کو بہت ہی بڑی گالی قرار دینا خدا و رسول کو نعوذ باللہ گالی دینے والے قرار دینا ہے جو بجائے خود ایک کفر ہے !!!

اس کے قطع نظر، تکفیر اہل قبلہ کی جو صورتیں فقہ و کلام کی کتابوں میں مندرج ہیں علمائے شریعت سے مخفی نہیں حتیٰ کہ ضروریاتِ دین سے انکار کو بھی کفر قرار دیا گیا ہے۔ علامہ تفتازانی نے "شرح مقاصد" میں لکھا ہے۔

لانزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم و نفی الحشر و نفی العلم بالجزئیات ونحو ذالک وکذا بصدور شئی من موجبات الکفر۔ ....

. . . .

. . . .

ایسا اہل قبلہ یعنی اہل اسلام شخص جس نے عمر بھر ہمیشہ طاعت و عبادت کی پابندی کی ہو، لیکن عالم قدیم ہونے اور حشر نہ ہونے یا اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہ ہونے یا اسی قسم کا اعتقاد رکھے۔ یا موجباتِ کفر میں سے ایسی ہی کوئی بات صادر ہوجائے تو اس کے کفر میں کوئی نزاع یا اختلاف نہیں ہے (یعنی سب کو اتفاق ہے)

"شرح تہذیب الکلام" میں مذکور ہے۔

الجمهور علیٰ ان مخالف الحق من اهل القبلة لایکفر مالم ینکر شیئاً من ضروریات الدین۔ ....

. . . .

. . . .

جمہور متکلمین اس بارے میں متفق ہیں کہ اہل حق کا مخالف جو اہل قبلہ یعنی اہل اسلام سے ہو، اس کو اسوقت تک کافر نہ کہہ سکیں گے۔ جب تک کہ ضروریات دین سے کسی چیز کا وہ انکار نہ کرے۔

اکابرِ متقدمین اہل سنت کا اس امر میں اتفاق ہے کہ مہدیٔ موعود کی بعثت ضروریاتِ دین سے ہے۔ نیز احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ مہدیٔ موعود، خلیفۃ اللہ ہیں۔ اُن پر

ایمان لانا فرض ہے۔ اس لئے مہدی کا انکار بھی کفر ہے۔

نیز مہدی موعود کی بعثت، احادیثِ متواتر المعنیٰ سے ثابت ہے، اس لحاظ سے بھی انکارِ مہدی کفر ہے۔ کیونکہ علمائے اہلِ سنت کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ جو امر، احادیث متواترہ سے ثابت ہو، خواہ تواتر لفظی ہو یا معنوی اس کا انکار کفر ہے۔ جیسے جسمانی معراج، عذابِ قبر وغیرہ۔

جس طرح غیر مسلم کروڑوں کی تعداد میں کافر ہیں، خواہ اہلِ کتاب سے ہی کیوں نہ ہوں ــ اسی طرح خود مسلمانوں میں بھی احکام دین کے لحاظ سے کروڑوں کافر قرار دئے جا سکتے ہیں مثلاً اسلامی فرقوں سے جو فرقہ بھی مہدی موعود کی بعثت، ضرویاتِ دین سے ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے، اس پر یہ اعتقاد بھی لازم ہے کہ مہدیٔ موعود کے انکار کو کفر قرار دے۔ چنانچہ جو لوگ مہدی و عیسیٰ ایک زمانہ میں ہونے کے قایل ہیں، ولو بالفرض کوئی شخص اسی مہدی کے ظہور کے بعد اس کا انکار کرے تو اس پر کیا حکم ہوگا؟ یا یہ کہدے کہ مہدی موعود کا مبعوث ہونا ہی غلط ہے تو اس پر کیا حکم ہوگا؟ صرف اس پر غور کرلیا جائے تو بات صاف ہو جائیگی۔

عموماً نظریں اس طرف جاتی ہیں کہ حضرت سید محمد جونپوری کی نسبت مہدوی فلاں فلاں عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور ان کو مہدیٔ موعود نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ان عقائد کی بنیاد کیا ہے؟ اور جب کہ آپ کے مہدی موعود ہونے پر ایمان لایا گیا ہے تو اس کا لازمہ کیا ہونا چاہیئے، محتاج بیان نہیں۔

ایڈیٹر "تجلی" نے کثرت و قلت کا جو سوال اُٹھایا ہے یہ بھی نقل و عقل کے خلاف ہے۔ ۸۰ لاکھ مہدویوں کے مقابلہ میں کروڑوں مسلمانوں کو پیش کر کے مہدویوں پر الزام عائد کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کی تعداد کے مقابلہ میں اسلام سے انکار کرنے والوں کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے۔ کیا منکرینِ اسلام کی یہ کثرت، حکم کفر کو متاثر کرسکتی ہے؟!!!۔

یہ تو اسلام سے انکار کرنے والوں کا ذکر ہے۔ اسلام کو ماننے والے دنیا کے مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ بنظرِ عمیق غور کریں۔ اور خود ایڈیٹر "تجلی" خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اعلان کریں کہ وہ دنیا کے مسلمانوں کے کن کن فرقوں کو کافر نہیں کہتے؟!! جبکہ کسی فرقہ کو کافر قرار دیتے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان کا کافر کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟!! اور یہ تعداد نکل جانے کے بعد دنیا کے مسلمانوں کی کتنی تعداد رہ جاتی ہے۔ یہ بھی غور کریں۔

کیا ایڈیٹر "تجلی" نے قادیانی فرقہ کی نسبت یہ نہیں لکھا کہ "ان کو مسلمان سمجھنا اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا حرام ہے" حالانکہ اسلام میں یہود و نصاریٰ کو اہل کتاب کہا جاتا ہے۔ اور ان کیلئے بعض رعایتیں روا رکھی گئی ہیں لیکن ایڈیٹر "تجلی" نے تو قادیانیوں کی کلمہ گو کی حیثیت بھی باقی نہیں رکھی۔ کیا عقاید باطلہ کی بنیاد پر ایڈیٹر "تجلی" نے "کفر" سے بھی زیادہ شدید حکم مسلمان کے حق میں عاید نہیں کر دیا؟

اس کے علاوہ خود سرورِ کائنات، رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاءؐ کے فرمان پر بھی غور کریں جس کی ابن ماجہ نے عوف بن مالک سے روایت کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترقت الیہود علیٰ احدی و سبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وسبعون فی النار۔ وافترقت النصاریٰ علی اثنتین وسبعین فرقۃ فاحدی وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ والذی نفس محمد بیدہٖ لتفترق امتی علیٰ ثلث وسبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وثنتان و سبعون فرقۃ فی النار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہود کے اکہتر فرقے ہوئے جن میں سے ایک جنتی ہوا اور ستر فرقے جہنمی ہوئے اور نصاریٰ کے بہتر فرقے ہوئے جن میں سے اکہتر فرقے جہنمی ہوئے ایک جنتی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ میری امت ۷۳ فرقوں میں متفرق ہو جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہو گا اور بہتر جہنمی ہوں گے۔

اس مضمون کی روایات اور بھی طریقوں سے مروی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز نے مسلمانوں کے فرقوں سے متعلق اپنی تالیف "غنیۃ الطالبین" میں تحریر فرمایا ہے جس میں صرف ایک فرقہ "اسلامیہ مرجیہ" کے بارہ فرقے بتلائے ہیں۔

اما المرجیۃ ففرقھا اثنی عشر فرقۃ الجھمیۃ والصالحیۃ و الشمریۃ والیونسیۃ والیونانیۃ والنجاریۃ والغیلانیۃ والشبیبیۃ

"مرجیہ" کے بارہ فرقے ہیں۔ جہمیہ[1] صالحیہ[2]۔ شمریہ[3]۔ یونسیہ[4]۔ یونانیہ[5] نجاریہ[6]۔ غیلانیہ[7]۔ شبیبیہ[8]۔

الخنفية . والمعاذية ، والمرابيبة ، خنفیہ۹ ۔ معاذیہ۱۰ مریسیہ۱۱ ،
والكرامية ۔ کرامیہ۱۲ ۔

غرض جب اسلام کا صرف ایک فرقہ " ناجی " ہے ۔ باقی سب ہالک ہیں اور جہنمی ہیں تو ایڈیٹر تجلی کو غور کرنا چاہیئے کہ اس " ناجی " جنتی فرقہ کی تعداد کیا ہوگی ؟ اصول تحقیق کے خلاف تمام دنیا کے مسلمانوں کی تعداد ، مہدویوں کے مقابلہ میں پیش کر دینا ، فہم مہمات دین سے نابلد رہنے کی دلیل ہے ۔

اس کے علاوہ یہ بھی غور کریں کہ " ناجی فرقہ کون ہے ؟ جب کہ اسلام کا ہر فرقہ اپنے کو برحق سمجھتا ہے تو کسی ایک فرقہ کو " ناجی " قرار دینے کی کیا صورت ہوگی ؟ غالبًا ایڈیٹر " تجلی " کو اب یہ سمجھنا مشکل نہ رہا کہ ازروئے احکام دین ، کثرت وقلت کا معیار کیا ہے ؟

نیز محسوس کریں کہ " کفر " ازروئے احکام دین ، مابہ الاشتراک امور میں باہمی اتحاد کا مانع نہیں ہے اور وقت کا اقتضاء یہی ہے کہ کلمہ گو کی حیثیت سے امن واتحاد کے رشتہ کو نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیئے مضبوط کرلے کی جدوجہد کی جائے ۔ اس کے برخلاف فتنہ وفساد پیدا کر کے مسلمانوں میں تشتت وافتراق پیدا کر کے پھوٹ کا باعث بننے والوں کو دنیا کا کوئی بھی سلیم الطبع اور صحیح الفکر مسلمان پسند نہیں کرے گا ۔

واضح ہو کہ امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے حکم " کفر " سنانے میں آداب افتاء کی پابندی کی تعلیم بھی فرمائی ہے ۔

چنانچہ روایت ہے کہ سفر خراساں کے دوران بعض لوگوں نے شکایت کی کہ آپ کے متبعین شہر میں لوگوں کو کافر کافر کہتے پھرتے ہیں ۔ تو مہدی علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان کو سزا دو ۔ پھر خود ہی فرمایا کہ ان کو سزا محض اس لیئے دی جارہی ہے کہ ان بے چاروں کو کہنا نہیں آتا ۔

اس سے ظاہر ہے کہ حکم سنانے میں اہانت یا جذبات کے استعمال سے باز رہنے کی ہدایت تاکیداً و تہدیداً فرمائی ہے ۔ چنانچہ خود امامنا علیہ السلام نے ایک موقع پر علمائے وقت کا جس طرح جواب ادا فرمایا ملاحظہ ہو ۔

" امامنا علیہ السلام سے علماء نے سوال کیا کہ کیا آپ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ مومن بنو ؟ تو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہم نے کتاب اللہ کا مذہب پیش کر دیا ہے ۔ جس کسی کو کتاب اللہ مومن کہتی ہے ہم بھی مومن کہتے ہیں ۔ جس کسی کو کتاب اللہ کافر کہتی ہے " ہم بھی کافر کہتے ہیں ۔ اپنی طرف سے

کوئی حکم نہیں لگانے۔ ہم کتاب اللہ کے تابع ہیں "

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی خود کسی کو اپنی طرف سے کافر کہنے کے بجائے احکام خدا و رسول سنائے ہیں۔ اور صحابہ و مہاجرین کو بھی تاکید فرمائی تھی کہ بغیر عبارت قرآن اور بغیر عبارت حدیث کسی کو شخصی طور پر مخاطب کر کے کافر کا حکم نہ لگایا جائے۔

اس سے بنیادی طور پر دو باتوں کی تشریح ہو رہی ہے۔ ایک یہ کہ از روئے احکام دین مہدئ موعود پر ایمان لانا اور آپ کے منکر کو کافر جاننا، ایمان و ایقان کا لازمہ بلکہ فرض ہے۔ لیکن اس ایمان و اذعان کی بناء پر کسی کو حکم سنانے میں نفسانیت کے جذبات سے احتراز کر کے خالص ابلاغ دین کی خاطر، آیت یا حدیث سے حکم سنا دیا جائے۔ تاکہ خالصتہً لوجہ اللہ، الحبُّ لِلّٰہ والبغض لِلّٰہ پر کما حقہٗ عمل کی سعادت حاصل ہو سکے۔

چنانچہ آپؑ کے صحابۂ کرامؓ نے اس حکمتِ موعظۂ حسنہ کی جس قدر تعمیل فرمائی اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو :-

" روایت ہے کہ صحابہ و مہاجرین مہدی علیہ السلام میں مخفر ہوا جس میں اس "
" بات پر اتفاق کیا گیا کہ ہم منکرانِ مہدئ موعود کو از روئے قرآن و حدیث "
" کافر جانتے ہیں۔ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہم سے سوال "
" کرے کہ منکرانِ مہدئ موعود کو کیا کہتے ہیں؟ تو اس وقت قرآن کی آیت "
" اور حدیث شریف سنا کر حکم لگائیں گے کہ جس نے مہدی کا انکار کیا کافر ہو۔ "

اس سے ظاہر ہے کہ کسی شخص کا نام لے کر مخاطب کر کے فلاں کافر ہے نہیں کہا جاتا کیونکہ یہ آداب افتاء کے بھی خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی کے بارے میں احکامِ دین معلوم کرنا ہو تو استفتاء میں معین طور پر نام شخص کر کے درج نہیں کیا جاتا بلکہ فرضی نام زید، بکر وغیرہ لکھ کر دینی احکام معلوم کئے جاتے ہیں۔

حاصلِ کلام یہ کہ ہمارے اس مختصر رسالہ سے کفر کی اور حکم کفر کی نوعیت واضح ہو چکی اور یقیناً ہمارے ان مباحث سے ایڈیٹر " تجلی " کو حقائق معلوم کرنے میں مدد ملے گی۔ بہر حال ہر عاقل و بالغ کو شرعاً و سیاستاً آزادی حاصل ہے۔ اس لئے کوئی کسی کو مجبور نہیں کر سکتا جب کہ انبیاء و خلفائے الٰہی کو صرف احکام پہنچا دینے کا حکم ہے بلکہ

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف طور پر حکم ہوا تھا کہ :-

انك لا تهدى من احببت ولكن : (اے محمدؐ) آپ جس کو دوست رکھتے ہیں اسکو
الله يهدى من يشاء وهو : ہدایت نہیں کر سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس
اعلم بالمهتدين .... : کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور وہی ہدایت یافتہ لوگوں کو خوب جانتا ہے۔

ایسی صورت میں ہماری کیا مجال ہے کہ کسی کو ہدایت کی راہ پر جبراً لا سکیں۔

ایڈیٹر "تجلی" نے بے بنیاد بے تحقیق ادعا کیا ہے کہ علامات مہدی، مندرجۂ احادیث شریفہ سے دو علامتیں بھی امامنا حضرت سید محمد جونپوریؑ میں نہیں پائی جاتیں۔ حالانکہ ہم نے انہی کی پیش کردہ ایک ہی حدیث کی مندرجہ جملہ علامات کا صادق آنا ثابت کیا ہے دوسری علامات کثیرہ جو صادق آتی ہیں ان کی بحث کا یہ محل نہیں۔

ایڈیٹر "تجلی" کو ہم مشورہ دیتے ہیں کہ امامنا علیہ السلام کے دعوئ مہدیت، اخلاق و عادات اور احکام و تعلیمات کی صداقت کی تحقیق ضرور کریں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا ثبوت جن اصول اور دلائل سے ہوتا ہے انہی اصول و دلائل کے مطابق۔ کتاب اللہ تعالیٰ، احادیث رسول اللہؐ، اور مسلمات متقدمین اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کی روشنی میں امامنا علیہ السلام کی مہدیت کا ثبوت بھی دیا جائے گا۔

بشرطیکہ اظہار خیال میں زبان و قلم کو آداب و اخلاق کا پابند بنایا جائے۔ غیر اخلاقی تشبیہات، طعن و تشنیع اور ہزل و ہجو سے احتراز کیا جائے۔ جو بات حق ہو، صاف دلی سے اس کی حقانیت کو تسلیم کرنے میں عار نہ کریں۔ ورنہ جواب یہ ہوگا۔ لکم دینکم ولی دین اور اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلامًا۔

فَقُلْ لِحَسُودٍ بَاغِضٍ اِنْ شَتَمْتَنَا : فَلَسْنَا بِشَاتِمِيْنَ لِلْمُتَشَتِّمِ
(بغض رکھنے والے حاسد سے کہدو کہ اگر تو ہم کو گالی دیتا ہے تو ہم گالی دینے والے کو گالی نہیں دیتے)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ومن يفعل ذالك عدوانا : جو شخص یہ کام کرے زیادتی اور ظلم سے تو ہم
وظلما فسوف نصليه نارا : اس کو دوزخ میں ڈالیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو "اثم"، "ظلم"، اور "عدوان" سے محفوظ

رکھے آمین ثم آمین

اگر ہم اس نوبت پر بھی ایڈیٹر صاحب "تجلی" سے سلامت روی کی توقع کریں تو نامناسب نہ ہوگا۔ ہم نے مختصر طور پر حق الامکان دلائل و براہین کے ساتھ مسائل کی تفہیم کی ہے۔ اور انہی کی تشنیعات نظر میں لائی ہیں تاکہ انہیں اپنے موقف کی تصویر انہی ہی تشنیعات کے آئینہ میں دیکھنے کا موقع ملے۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

فقیر محمود غفرلہ الرب الودود   شوال ۱۳۸۳ھ - م فروری ۱۹۶۴ء

اعلان

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کی شائع کردہ کتاب "تذکرہ علمائے ھند" کا اور دارالاشاعت دیوبند کی شائع کردہ کتاب "انوار الباری شرح البخاری" کے مقدمہ کا مدلّل و معلومات آفرین جواب جو حضرت مولف علّام نے تیار فرمایا ہے عنقریب شائع کیا جائے گا۔